افاداتِ آزاد

(مذہبی اور ادبی استفسارات کے جوابات)

مرتّبہ

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاں پوری

افاداتِ آزادؒ

(مذہبی اور ادبی استفسارات کے جوابات)

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان کراچی

سلسلہ مطبوعات آزاد صدی نمبر ۱

جملہ حقوق محفوظ

کتاب: افادات آزاد

مولف: ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہاں پوری

طابع: التحریر (پرنٹرز) مکتبہ رشیدیہ مرزا اسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی ۱

ناشر: ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان

اشاعت اول: ۱۹۸۳ء

اشاعت ثانی: آزاد صدی ایڈیشن — ۱۹۸۹ء

قیمت: ۱۰۰ روپے

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U65807

مکتبہ شاہد

علی گڑھ کالونی - کراچی ۳۲

(۲)

مکتبہ رشیدیہ

مرزا اسٹریٹ - پاکستان چوک - کراچی ۱

قادیانیت

- جیل میں مطالعہ
- وکیل (امرتسر) کا نوٹ
- سالک مرحوم کی غلط فہمی

مولانا عبدالماجد دریابادی، دریاباد ضلع بارہ بنکی:

جناب محترم! تسلیم

مولانا کو نسخہ مرسلہ پہنچ گیا۔ غالباً مولوی ابوالحسن علی صاحب نے صدق جدید ۲۸ جنوری کا پرچہ بھیجا جس کے آخری صفحہ میں ماحیات ماجدیہ دریابادی کی تقریر سے یہ خبر نقل کی گئی ہے کہ مولانا ابوالکلام صاحب جب جیل میں تھے تو حکومت نے انہیں صرف ایک اخبار منگانے کی اجازت دی۔ انہوں نے الفضل کے متعلق کہا کہ میرے لیے الفضل منگانے کا انتظام کیا جائے۔ یہ پڑھ کر میں نے مولانا سے حقیقت حال دریافت کی انہوں نے فرمایا کہ عمر بھر میں کبھی ایسے اخبار کا جس کا نام الفضل ہو پڑھنے والا نہیں رہا ہوں۔ اور یہ واقعہ بھی سرے سے غلط ہے کہ جیل میں انہیں صرف ایک اخبار منگانے کی اجازت دی گئی۔ مولانا نے فرمایا جب میں رانچی میں نظر بند تھا تو دو انگریزی روزنامہ اخبار میرے پاس آتے تھے۔ علی پور سنٹرل جیل کلکتہ میں گورنمنٹ کی طرف سے "اسٹیٹسمین" بھیجا جاتا تھا اور صرف "انڈین سوشل ریفارمر" اور "سرونٹ" میں خود منگوا لیتا تھا۔ احمد نگر قلعے میں تنہائی میں [illegible] رہی۔ اس کے بعد جب نظربندی دور ہو گئی تو جتنے اخبار ہم چاہتے تھے وہ ہمارے پاس آتے تھے علاوہ بریں جیل میں مطالعہ کے لیے ضرورت پڑی ہے کہ زیادہ اخبارات کا مطالعہ کیا جائے۔ وہاں اردو کے ایک ہفتہ وار یا ماہوار مذہبی رسالے کے مطالعے کا وہم و گمان بھی کسی کو نہیں ہو سکتا اور وہ بھی قادیان کا۔ [illegible] لیکن بہرحال انہیں سخت افسوس ہے کہ ایک صاحب جنہیں آپ کی جماعت کا امیر قرار دیتے ہیں ایسی غلط اور بے بنیاد بات اپنی تقریر میں کہتے ہیں۔

محمد اجمل خان

۱؎ مولانا دریابادی نے اپنی تصنیف "[illegible]" مولانا آزاد کی خدمت میں بھیجی تھی [illegible] وفات ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کے بعد کے ماہوار جلسے میں تقریر کرتے ہوئے بھی کہی تھی اور الفضل ہی کے حوالے سے صدق جدید نے نقل کی تھی اس بیان کا آخری جملہ تھا:

"واقعات بتاتے ہیں کہ [illegible] کی جائے تو اس کی [illegible] صرف [illegible] الفضل [illegible] بیان اس لیے بھی دلچسپی کا باعث بنا کہ [illegible] اس کے مطالعہ کا [illegible] دریابادی کے دل میں [illegible] کی تحقیق ہی تھی بلکہ [illegible] الفضل [illegible] چنانچہ [illegible] کر دیا گیا:

"[illegible] مولانا [illegible] جیل میں تھے اور [illegible] الفضل [illegible]"

(صدق جدید)

لکھنؤ ۲۸ جنوری ۱۹۵۸ء

یہ جو مولانا دریابادی [illegible] تقریر [illegible] اس سے جو غلط فہمی [illegible] مولانا آزاد کے نام [illegible] تحریر کر دیا گیا۔

مولانا غلام رسول مہر (لاہور)

(مولانا عبدالمجید سالک کی کتاب "یارانِ کہن" مکتبہ چٹان سے شائع ہوئی تھی۔ اس میں مولانا کے تذکرے میں بعض غلط واقعات سالک صاحب کے قلم سے نکل گئے تھے۔ خط میں اسی طرف اشارہ ہے)

۴۔ کنگ ایڈورڈ روڈ۔ نئی دہلی

۳ فروری ۱۹۵۶ء

برادرم محترم تسلیم

میں آپ کے گزشتہ خط کا جواب دے چکا ہوں۔ حضرت مولانا ان دنوں بہت مصروف ہیں۔ پھر ادھر کانگریس میں جانا ہے۔ اس کے بعد پارلیمنٹ شروع ہے۔ غرض کہ مصروفیت ہی مصروفیت ہے جونہی وہ کچھ لکھ دیں گے آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا۔

عرض تحریر یہ ہے کہ مولوی عبدالمجید سالک صاحب نے کوئی کتاب "یارانِ کہن" لکھی ہے جس میں بعض بے بنیاد باتیں مولانا کے متعلق درج ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان کی کتب سے بہت متاثر ہوئے یا جنازہ کے ساتھ قادیان گئے وغیرہ[1]

دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ خود سالک صاحب اس کی تردید کر دیں۔ وکیل میں مرزا غلام احمد کی وفات پر جو مقالہ افتتاحیہ چھپا تھا وہ منشی عبدالمجید گوہر تھوری کا لکھا ہوا تھا مولانا کا اس اداریہ سے کوئی تعلق نہ تھا[2]

سیرت رسول عربی[3] کی رسید ابھی نہیں آئی امید کہ پہنچ گئی ہوگی اور آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

ممنون ہوں گا اگر اس خط کی رسید آپ بھیج دیں۔

نیاز مند

محمد اجمل خان

---

(۱) اشارہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت و مسیح موعود کی جانب ہے۔

(۲) مولانا مہر صاحب نے اس خط کا ضروری حصہ ہفت روزہ چٹان میں شائع کر دیا تھا اور مولانا عبدالمجید سالک نے اپنی غلط فہمی کا اعتراف کر لیا تھا اسی سلسلے میں سالک صاحب نے ایڈیٹر چٹان شورش کاشمیری کو جو خط لکھا اور اجمل خان صاحب کے نام کا جو خط اشاعت کے لیے بھیجا تھا اسے چٹان مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کے حوالے سے آگے نقل کیا جاتا ہے۔

(۳) اجمل خان صاحب نے ایک کتاب مرتب کی تھی اس کی جانب اشارہ ہے۔

مکتوبات مالک

(۱)

بنام شورش کاشمیری (ایڈیٹر چٹان لاہور)

مسلم ٹاؤن۔ لاہور

۱۳/ فروری ۵۶ء

مخدوم و مکرم حضرت آغا صاحب السلام علیکم

میں نے آج مولوی اجمل خاں صاحب پرائیویٹ سکریٹری مولانا ابوالکلام آزاد کی خدمت میں ایک مکتوب بھیجا ہے جس کی نقل آپ کو بھیجتا ہوں۔ ازراہ کرم چٹان کے آئندہ پرچے میں درج کر دیجیے۔

میں نے اس میں چند باتیں جو میرے حافظے میں محفوظ تھیں بے تکلف لکھ دی ہیں ورنہ [illegible] کی طرف مولانا کے اعلان کا اظہار یا اشارہ کو متصور نہ تھا بہرحال اس مختصر مکتوب کی اشاعت کے بعد یہ قصہ ختم ہو جانا چاہیے۔ والسلام

مالک

بنام اجمل خاں صاحب

مکرم و محترم اجمل صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے آپ کے ایک مکتوب کی نقل چٹان میں پڑھ کر بے حد صدمہ ہوا [illegible] مولانا کی خدمت [illegible]

مجھے [illegible] چالیس اکتالیس سال کی [illegible] میں حضرت کے ساتھ [illegible] عقیدت [illegible] حضرت مولانا کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت مولانا اس زمانے میں [illegible]

---

(۱) [illegible]

[illegible]

[illegible] تحقیق [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible] تسلیم کر لینا چاہیے۔

اس کے علاوہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے احمدیوں سے ایک دو موقعوں پر بعض رواداری اور ہمدردی احمدیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا کے متعلق لکھا ہے کہ مولانا نے مرزا صاحب کے انتقال پر بھی ہمدردی کا اظہار کیا اور جب مرزا صاحب کا جنازہ قادیان لے جایا جا رہا تھا تو مولانا ابوالکلام امرتسر سے بٹالہ تک اس کے ساتھ گئے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اس امر میں میرے حافظے نے میرا ساتھ نہ دیا ہو اور حضرت مولانا ہی کے یہ ارشادات درست ہوں جن کی بنا پر آپ نے شورش صاحب کو مکتوب لکھا بہر حال مجھے "یادایام" میں بیان کردہ واقعات کی صحت پر اصرار نہیں ہے اور میں آپ کی تردید کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ میں دہلی کلاتھ مل کے مشاعرے میں ۲۵ فروری کو دہلی آ رہا ہوں انشاء اللہ آستانہ عالی پر حاضر ہو کر اعتذار پیش کروں گا حضرت مولانا کی خدمت میں آداب نیاز

سالک

شورش کاشمیری

۴۔ کنگ اڈورڈ روڈ۔ نئی دہلی

۱۳ اپریل ۵۶ء

برادرم شورش صاحب! تسلیم

حضرت مولانا کو بہت افسوس ہے کہ جو ایسے صاحب ہیں کہ جن کو وہ اپنا عزیز سمجھتے ہیں انہوں نے بلا قصد اپنے کو غلط فہمی کی اشاعت کا ذریعہ بنا دیا۔ سالک صاحب نے کتاب "یاد ایام" میں لکھی

---

(۳) رواداری اور انسانی ہمدردی تو کوئی گناہ کی بات نہیں اس سے عقیدے کی لچک مراد نہیں لی جا سکتی۔ جیسا کہ الفاظ خلوت قبا دیا جاتا ہے مگر اس رواداری اور ہمدردی کا راوی بھی قادیانی ہو تو اور بھی ناقابل اعتماد ہیں۔ یہ قادیانی امت کی پالیسی کے عین مطابق ہے کہ اپنے ہمدردوں کی ایک طویل فہرست پیش کی جائے پھر اگر یہ کسی درجے میں قابل توجہ ہو سکتی بھی تو سالک صاحب کے ان الفاظ نے کہ "جہاں تک یاد پڑتا ہے" اس روایت کو بھی شک کے درجے میں ڈال دیا۔ یہ بھی میرا خیال ہے کہ یہاں موقع رواداری اور ہمدردی احمدیوں کا نہیں غیر احمدیوں کا ہے

(۴) قادیانیوں نے مولانا کے متعلق کچھ بھی لکھا ہو اور آئندہ بھی لکھتے رہیں لیکن مولانا کی تردید کے بعد اس کی حیثیت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے

(۵) سالک صاحب مرحوم نے مولانا کی تردید کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اگر حافظے کے ساتھ نہ دینے یا دھوکا دینے کا امکان ہی واضح اور ثابت ہو جاتا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ قادیانیوں نے یقیناً یہی کہا ہو گا جو سالک صاحب کے قلم سے نکلا لیکن اگر وہ پورے یقین کے ساتھ لکھتے کہ مجھے بالکل یاد ہے میں نے یہی سنا ہے تب بھی مولانا کی تردید کے بعد وہ روایت قابل اعتماد نہ رہتی۔

اور آپ نے اسے شائع کیا۔ دو باتیں جو مولانا کی نسبت اس میں لکھی گئی ہیں قطعاً بے اصل ہیں۔

ایک یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے انتقال پر مولانا نے کوئی نوٹ اخبار وکیل میں لکھا۔

دوسرے یہ کہ ان کے جنازے کے ساتھ گئے۔

یہ دونوں باتیں یکسر بے بنیاد ہیں۔ سالک صاحب نے اخبار میں تسلیم کرلیا ہے کہ یہ دونوں باتیں نادانستہ ان کے قلم سے نکل گئیں۔ لیکن اخبار کے بیان سے کیا ہوتا ہے۔ کتاب فروخت ہو رہی ہے اور غلط فہمی پھیلتی جاتی ہے اس لیے وہ آپ سے توقع کرتے ہیں کہ ایک صفحہ چھاپ کر کتاب کے ساتھ لگا دیا جائے اور اس میں یہ بات صاف کردی جائے کہ نادانستگی کی وجہ سے یہ دونوں باتیں لکھی گئیں جو غلط ہیں۔ مہربانی کرکے اس کا انتظام کیجیے اور صورت حال سے مطلع فرمائیے۔[1] امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

راقم نیاز مند

محمد اجمل خاں

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی (دہلی)

"یاران کہن" کے سلسلے میں ایک خط قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کے توسط سے مولانا کی خدمت میں لکھا تھا۔ مولانا کی جانب سے یہ جواب حضرت سیوہاروی کی معرفت ہے۔

یکم فروری ۱۹۵۶ء

جناب محترم! تسلیم۔

حضرت مولانا کو یہ سن کر بے حد تعجب ہوا یہ باتیں غلط ہیں۔ مولانا اپنی زندگی کے کسی حصے میں مرزا غلام احمد کی تحریرات سے متاثر نہیں ہوئے۔ نہ انہوں نے کوئی مضمون لکھا۔ اور نہ وہ جنازے کے ساتھ گئے۔ وکیل میں جو نوٹ نکلا تھا وہ کچھ عرصے کے ایک صاحب مسٹر عبدالمجید کا تھا۔

مولانا کو خاص طور پر افسوس اس بات کا ہوا کہ سالک صاحب نے عجیب بے بنیاد بات لکھ دی ہے۔ آپ اسے شائع کرسکتے ہیں۔

محمد اجمل خاں

---

[1] مولانا کی ہدایت کے مطابق فوری طور پر ایک صفحہ چھاپ کر لگا دیا گیا اور چٹان کے ذریعے اعلان بھی کر دیا گیا تھا کہ جو حضرات کتاب خرید چکے ہیں وہ دفتر چٹان سے تصحیح نامہ منگوا لیں۔ دوسرے ایڈیشن میں مولانا کے حسب منشا ترمیم کر دی گئی تھی۔

(غلام محی الدین مبلغ مرزائے قادیان حیدرآباد دکن)

(حکیم صاحب نے دریافت کیا تھا کہ سنا ہے مرزا غلام احمد کے انتقال پر وکیل امرتسر میں ایڈیٹوریل آپ نے لکھا تھا۔ (۲۵ ربیع الثانی ۵۶ھ)

یہ غلط ہے۔ مولانا نے نہیں مسٹر عبدالمجید کپورتھلہ کے ایک شخص تھے انہوں نے لکھا تھا مولانا کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ بار بار اس کی تردید ہو چکی ہے۔